حدیث توسل کی تشریح

مصنف

علامہ ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی

مکتبہ حیدریہ
بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

Scanned by CamScanner

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بیسواں مقالہ

حدیثِ توسل کی تشریح

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین ۔ اما بعد ۔

آج کون نہیں جانتا کہ ہم ہر سال بارشوں کی سخت قلت کا شکار ہوتے ہیں ۔ اور فصلات کی کمی کی وجہ سے ہماری معاشی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے ۔ بلاشبہ یہ ہماری شامت اعمال ہی ہے ۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اعمال و کردار کا محاسبہ کرنے کے ساتھ ساتھ سلف صالحین کے دور میں بارشوں کی قلت دور کرنے کے لئے جو طریقہ بروئے کار لایا جاتا تھا اسے بھی اپنائیں ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت کی بارش بھیجے اور ہماری بدحالی دور ہو جائے ۔ اس مختصر رسالہ میں ہم حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اسوۂ حسنہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ سنت خلفائے راشدین کو اپنانے کا حکم خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ارشاد علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ۔ (تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے) میں دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق بخشے ۔ آمین ۔

اسوۂ فاروقی

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بارشوں کی سخت قلت کے وقت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنا کر ان لفظوں میں دعا مانگا کرتے تھے ۔ اے اللہ بلاشبہ ہم اپنے نبی ﷺ کو تیری طرف وسیلہ بنایا کرتے تھے تو تُو ہمیں بارش دیا کرتا تھا ۔ اور اب ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں سو تو ہمیں بارش عطا فرما ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس دعا پر لوگوں کو بارش عطا کی جاتی تھی ۔ (بخاری شریف ص ١٣٧ جلد١، مشکوٰۃ شریف ص ١٣١ جلد١)

شیخ عبدالحق اس حدیث کا فارسی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ '' بود عمر بن خطاب چوں قحط کردہ می شدند مردم و امساک باراں می شد استسقاء می کرد بوسیلہ عباس عم

رسول اللہ ﷺ ۔ پس می گفت عمر خداوندا ما بودیم کہ وسیلہ می کردیم بسوئے تو پیغمبر ما ﷺ پس آب می دادی تو ما را و بدرستیکہ اکنوں وسیلہ می جوئیم بعم پیغمبر ﷺ پس آب دہ ما را ۔ گفت انس پس آب دادہ می شدند مردم ۔ (اشعۃ اللمعات ص ٦٣٢ جلد١)

مولانا امجد علی اعظمی اس حدیث کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے طلب باراں کرتے اور عرض کرتے ۔ " اے اللہ تیری طرف ہم اپنے نبی کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور تو برساتا تھا ۔ اب ہم تیری طرف اپنے نبی ﷺ کے عم مکرم کو وسیلہ کرتے ہیں ۔ تو بارش بھیج '' ۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یوں دعا کرتے تو بارش ہوتی ۔ یعنی حضور اقدس ﷺ کی حیات ظاہری میں حضور آگے ہوتے اور ہم حضور کے پیچھے صفیں باندھ کر دعا کرتے ۔ اب کہ یہ میسر نہیں تو حضور کے چچا کو آگے کر کے دعا کرتے ہیں کہ یہ بھی توسل حضور سے ہے ۔ صورۃً میسر نہیں تو معنیً ۔ (بہار شریعت ۔ ص ١١٧ جلد٤)

صحتِ روایت

اس حدیث کی صحت کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ اسے رئیس المحدثین امام محمد بن اسماعیل نے اپنی صحیح البخاری میں روایت کیا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کی صحت کی تصریح فرمائی ۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں ۔ در خبر صحیح از انس بن مالک آمدہ الی آخرہ ۔ یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنانا صحیح حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا ہے ۔

(جذب القلوب ص ١٦٢)

اور اس حدیث کی صحت اتنی پختہ ہے کہ ابن تیمیہ جیسے بے قید شخص کو بھی اس کی صحت ماننا پڑی اور مسئلہ توسل سے انکار کی وجہ سے اُسے اِس کی فاسد تاویل پیش کرنا پڑی جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب بیان کی جائے گی ۔ انشآء اللہ ۔

Scanned by CamScanner

حضرت عباس کو توسل کے لیے مخصوص کرنے کی وجہ

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنانے کے لیے کیوں مخصوص کیا؟ اِس بارہ میں امام قسطلانی کتاب مستطاب مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔ "اور بلا شبہ حضرت عمر نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو باقی صحابہ میں سے وسیلہ بنانے کے لیے مخصوص کیا تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا شرف ظاہر کریں اور اس وجہ سے بھی کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ فاضل شخص کی موجودگی میں مفضول شخص کو وسیلہ بنانا جائز ہے کیونکہ اہل بیت میں سب سے افضل حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔" (الدرر السنیہ ص ۱۳)

توسل بالعباس کی ابتداء

امام شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ دستور تھا کہ سخت قحط باراں کے وقت حضرت عمر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ذات مقدسہ کو وسیلہ بنا کر دعائے باراں مانگا کرتے تھے۔ چنانچہ عام الرماد یعنی ۱۷ھ میں جب سخت قلت باراں واقع ہوئی تو حضرت کعب الاخبار نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین بنی اسرائیل جب اس قسم کی سخت قحط سالی میں مبتلا ہوتے تھے تو وہ انبیاء کے اس رشتہ دار کو وسیلہ بناتے تھے جو ان کے باپ دادوں کی جانب سے ان کا قریبی رشتہ دار ہوتا تھا۔ یہ سن کر فاروق اعظم نے حضرت عباس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ھذا عم النبی ﷺ وصنوابیه وسید بنی هاشم۔ یہ رسول اللہ کے چچا۔ ان کے باپ کے سگے بھائی اور بنی ہاشم کے سردار ہیں۔ پھر فاروق اعظم منبر پر چڑھے اور ان کے ہمراہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر فرمایا۔ اے اللہ ہم تیری طرف تیرا قرب تیرے نبی کے چچا کے وسیلے سے چاہتے ہیں۔ اور ہم تیری بارگاہ میں انہیں سفارشی کرتے ہیں۔ اس حال میں کہ ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے ہیں۔ اور ان کی سفارش طلب کر رہے ہیں۔ پھر آپ لوگوں کی طرف مڑے اور سورۃ نوح کی یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ استغفروا ربکم انه کان غفارًا . یرسل

السمآء علیکم مدرارًا ویمددکم باموال و بنین ویجعل لکم جنات و یجعل لکم انهارًا .

ترجمہ۔ اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ تم پر موسلا دھار مینہ بھیجے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہائے گا۔

توسل بالعباس کا مقام

سیدنا فاروق اعظم کا دستور تھا کہ وہ مسلمانوں کو لے کر بستی سے باہر کھلے میدان میں تشریف لے جاتے اور حضرت عباس کو وسیلہ بنا کر بارش کی دعا مانگتے۔ امام کاشانی فرماتے ہیں۔ وروی انه خرج بالعباس فاجلسه علی المنبر ووقف بجنبه یدعو ویقول اللهم انا نتوسل علیک بعم نبیک ودعا بدعاء طویل فما نزل عن المنبر حتی سقوا۔ یعنی روایت میں آیا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ شریف سے باہر نکلے۔ پھر انہیں منبر پر بٹھایا اور خود ان کے پہلو میں کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے اللہ ہم تیری طرف تیرے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں پھر آپ لمبی دعا مانگنے کے بعد منبر سے اس وقت تک نہ اترے کہ لوگوں کو بارش عطا کی گئی۔ (بدائع الصنائع ص ۲۸۳ جلد ۱)

یہ توسل بذات العباس تھا

حضرت فاروق اعظم اپنے اس دستور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ذات کی وجاہت وحرمت کو وسیلہ بناتے تھے۔ علامہ ابو حامد بن مرزوق لکھتے ہیں۔ صحابہ کرام کے مجمع میں فاروق اعظم کا ارشاد بلا شبہ ہم تیرے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں۔ توسل بالمنزلة والوجاهة کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ ورنہ اس قول کا کوئی معنی نہ ہو گا۔ کیونکہ انہیں اگر صرف حضرت عباس کی دعا ہی مقصود ہوتی تو پھر اس جملہ کے کہنے کی کیا حاجت تھی۔ (التوسل بالنبی وجہلۃ الوہابیین ص ۲۷۳)

Scanned by CamScanner

توسل بالعباس کا طریقہ

محدث ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اوران کے ہمراہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے پہلے یہ دعا مانگی " اے اللہ ہم تیری طرف تیرے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں ۔ اوران کے باپ کے سگے بھائی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔ سو تو ہمیں بارش عطا فرما ۔ اور ہمیں مایوس ہوجانے والوں میں سے نہ کر " پھر فرمایا ! اے ابوالفضل آپ بھی کچھ فرمائیں ۔ اس پر حضرت عباس نے یہ دعا مانگی ۔ اے اللہ کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر گناہ کی وجہ سے اور کوئی مصیبت دور نہیں ہوتی مگر توبہ کے سبب سے ۔ ساری قوم میرے وسیلہ سے تری طرف متوجہ ہوئی ہے ۔ اس لحاظ کے سبب سے جو مجھے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے حاصل ہے ۔ اور یہ ہمارے ہاتھ گناہوں کے سبب سے تیری طرف اٹھے ہوئے ہیں اور یہ ہماری پیشانیاں توبہ کی وجہ سے جھکی ہوئی ہیں پس تو ہمیں بارش عطا فرما ۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس دعا پر بادل پہاڑوں کی طرح امڈ آئے ، اور برسے ۔ جن کی وجہ سے زمین کے سب اطراف سرسبز وشاداب ہوگئیں ۔ اور سب لوگ خوشحال ہوگئے ۔ (جامع الرضوی ص ۶۲۴)

(۲) اور محدث حاکم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عام الرمادہ میں حضرت عمر نے حضرت عباس کو وسیلہ بناتے ہوئے یہ دعا مانگی ۔ اے اللہ یہ تیرے نبی کے چچا ہیں ۔ ہم ان کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔ سو تو ہمیں بارش عطا فرما ۔ " پھر فرمایا " لوگو ! بلاشبہ رسول اللہ ﷺ حضرت عباس کے متعلق وہ رائے رکھتے تھے جو بیٹا اپنے باپ کے متعلق رکھتا ہے ۔ آپ ان کی تعظیم فرماتے ' شان بڑھاتے اوران کی قسموں کو پورا فرماتے تھے ۔ تم بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کی پیروی کرو ، اور تم انہیں اللہ کی طرف اس سختی میں جو تم پر نازل ہوئی ہے وسیلہ بناؤ ۔ پھر لوگ وہاں اس وقت تک کھڑے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش نازل کی ۔ (الخصائص

الکبریٰ ص ۲۸۵ جلد ۲)

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دعا میں فرمایا ۔ " اے اللہ ہم تیرے نبی کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں ۔ اوران کے بڑھاپے کو تیری طرف سفارشی کرتے ہیں ۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ اے اللہ یہ قوم اس نسبت کی وجہ سے جو مجھے تیرے پیغمبر سے حاصل ہے میری طرف متوجہ ہوئی ہے ۔ خداوندا ۔ تو مجھے ان لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کر "
(جذب القلوب ص ۱۶۲)

(۴) شیخ عبدالحق فرماتے ہیں ۔ " توسل کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگتے تھے ۔ خداوندا ! اس قوم نے تیرے پیغمبر کی رشتہ داری کی وجہ سے میرا وسیلہ پکڑا ہے ۔ خداوندا ! تو اس بارہ میں مجھے رسوا نہ کر اوران کے سامنے شرمندہ نہ بنا ۔ (اشعۃ اللمعات ص ۶۳۶ جلد ۱)

(۵) امام خفاجی لکھتے ہیں " پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنسو بہاتے ہوئے یہ دعا مانگنے لگے ۔ " خداوندا ! تیرے پاس بادل ہیں اور تیرے پاس پانی ہے ۔ تو بادلوں کو بکھیر دے ۔ اوران سے پانی ہم پر اتار ۔ اس پانی کے سبب سے درختوں کی جڑوں کو مضبوط بنا اوران کی شاخوں تک وہ پانی پہنچا ۔ اوراس پانی کی وجہ سے جانوروں کے تھنوں میں دودھ جاری فرما ۔ اے اللہ ! کوئی بلاء نازل نہیں ہوتی مگر گناہ کے سبب سے اور کوئی مصیبت دور نہیں ہوتی مگر توبہ سے ۔ ساری قوم میرے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوئی ہے ۔ سو تو ہمیں بارش عطا فرما ۔ اور ہماری جانوں ، ہمارے گھروالوں ، نہ بولنے والے جانوروں ، اور چوپاؤں کے حق میں ہمیں سفارشی بنا ۔ اے اللہ ! ہمیں وہ بارش دے جو برسنے والی ، نفع دینے والی ، خوب چھانے والی اور زور سے برسنے والی ہو ۔ اے اللہ ہم تیرے ہی در سے امید رکھتے ہیں اور ہم تیرے سوا کسی کو بھی نہیں پوجتے اور ہم تیری طرف رغبت کرتے ہیں ۔ اے اللہ ! ہم تیری ہی بارگاہ میں ہر بھوکے کی بھوک ، ہر ننگے کا ننگا پن ، ہر خوف زدہ کے خوف اور ہر کمزور کی کمزوری کی فریاد کرتے ہیں ۔ اے اللہ ! تو نگہبان ہے ۔

Scanned by CamScanner

اپنی گی ہوئی رعیت سے بے پرواہی نہ کر اور تو کمزوروں کو ضائع ہونے سے بچا۔ اب چھوٹے بچے کمزور اور بڑے لوگ بے طاقت ہو چکے ہیں۔ اور فریادوں کی آواز بلند ہو چکی ہے۔ اور تو ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر بات کو جانتا ہے۔ اے اللہ! تو ہمیں اس سے پہلے بارش دے کہ ہم ناامید ہو جائیں تو ہلاک ہو جائیں۔ کیونکہ کافر لوگ ہی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔" راوی کہتے ہیں کہ آپ نے یہ دعا ابھی پوری نہیں کی تھی کہ بادل پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ وہ دیکھو' وہ دیکھو۔ پھر بادل چلے پھر آسمان پر پھیلے پھر اس طرح برسے جس طرح مشکوں کے منہ کھول دیے جائیں تو وہ پانی کی دھاریں چھوڑتی ہیں۔ لوگ خوب بارش ہونے تک وہاں ہی ٹھہرے رہے۔ پھر لوگ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرنے لگے اور کہنے لگے اے ساقی الحرمین۔ آپ کو مبارک بادی ہو۔" (نسیم الریاض ص ۲۸۵ جلد ۳)

شاعروں کا نذرانۂ عقیدت

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے جب بارش ہوئی اور شادابی وخوشحالی کا دور دورہ ہوا تو اس وقت کے شعراء نے ان کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہے۔

سأل الامام وقد تتابع جد بنا   سقى الغمام بغرة العباس

احیی الاله به البلاد فاصبحت   مخضرة الارجاء بعدا لباس

ترجمہ: ہمارے امام حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس حال میں کہ خشک سالی پے در پے واقع ہو چکی تھی سوال کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پیشانی کی چمک کے وسیلہ سے بادل برسے اور ان بادلوں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے شہروں کو زندہ کیا اس کے بعد کہ وہ مردہ ہو چکے تھے۔ (نسیم الریاض ص ۲۸۶ جلد ۳)

اور عباس بن عتبہ بن ابی لہب نے یہ شعر کہا۔

بعمی سقى الله الحجاز واهله   عشية يستسقى بشيبته عمر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میرے چچا کے وسیلہ سے حجاز اور اہل حجاز کو اس شام بارش عطا فرمائی جس شام حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے بالوں کی سفیدی کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے تھے۔ (شفاء السقام ص ۱۷۳)

اولادِ عباس سے توسل

بغداد شریف کے شہر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حمزہ بن قاسم ہاشمی نامی بزرگوں سے لوگ توسل کرتے تو وہ یہ دعا مانگتے۔ اے اللہ! میں اس شخص کی نسل سے ہوں جس کے بالوں کی سفیدی کو حضرت عمر بن خطاب نے وسیلہ بنایا تو لوگوں کو بارش ملی۔ اے اللہ! تو میرے وسیلہ سے بارش عنایت فرما۔ سو اللہ نے بارش عطا فرمائی۔ (شفاء السقام ص ۱۷۳)

ابنِ تیمیہ کا قول

اہل سنت کے عقیدہ میں دعا میں نیک اعمال اور نیک بندوں کی ذوات دونوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ حدیث نماز استسقاء توسل بالاعمال اور حدیث عباس توسل بالذوات کی مثبت ہیں۔ مگر غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ کے نزدیک توسل بالاعمال تو جائز ہے مگر ان کے نزدیک توسل بالذوات المقدسہ جائز نہیں۔ اور وہ اس دوسری قسم کے توسل کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اس لئے وہ اس حدیث توسل بالعباس رضی اللہ عنہ کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔" حدیث توسل بالعباس میں مضاف محذوف ہے یعنی کنا نتوسل بنبیّنا سے مراد کنا نتوسل بدعاء نبینا وشفاعته ہے۔ (ہم اپنے نبی کا وسیلہ یعنی ان کی دعا اور شفاعت کا وسیلہ پکڑتے تھے) اور اس کا معنی کنا نتوسل بحرمته (ہم حضور کی عزت کا وسیلہ پکڑتے تھے۔) نہیں ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو اس کے اس مرادی معنی کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ بحوالہ التوسل بالنبی وجہلۃ الوہابیین ص ۲۰۱)

Scanned by CamScanner

ابن تیمیہ کے اِس قول کی تردید

ابن تیمیہ کی اس تاویل کا فساد بیان کرتے ہوئے علامہ ابو حامد بن مرزوق لکھتے ہیں ۔ "ابن تیمیہ کی اس تاویل کے بطلان کی چار وجوہات ہیں ۔

(۱) فاروق اعظم کا قول کنا نتوسل الیک بنبینا ۔ توسل بالوجاھۃ میں نص صریح ہے اور نص صریح تاویل قبول نہیں کرسکتی ۔ لہٰذا یہ تاویل نامعتبر ہے ۔

(۲) کوئی شئے کلام میں محذوف ماننا اصل کے خلاف ہے ۔ لہٰذا یہاں مضاف محذوف ماننا خلافِ اصل ہوگا ۔

(۳) فاروقِ اعظم کی اس کلام کا مرادی معنی متعین کرنے کے لئے وحی کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ دوسرے شخص کی مراد اس کے قلب کا فعل ہے اور اس پر اطلاع وحی ہی سے ممکن ہے ۔ ابن تیمیہ نے یہاں مضاف کے حذف کا مراد ہونا شیطانی وحی سے ہی جانا ہے کیونکہ رحمانی وحی تو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بند ہوچکی ہے ۔

(۴) اگر بالفرض توسل بالوجاہۃ شرک ہے تو پھر فاروقِ اعظم کو ایسی کلام ہی نہیں بولنی چاہئے تھی جو توسل بالوجاہۃ کو صراحتاً ثابت کر رہی ہو ۔ آپ کا کلام مفضی الی الشرک بول کر اس کی مراد کو واضح نہ کرنا گویا اپنی رعیت کو شرک میں ڈالنے کے مترادف ہوگا ۔ اور اس قسم کی حرکت فاروق اعظم سے صادر نہیں ہوسکتی تو ثابت ہوا کہ فاروق اعظم کے اس قول میں توسل بالوجاہۃ ہی مراد ہے اور اسے شرک قرار دینا ابن تیمیہ اور اس کی ذریت کی نادانی اور گمراہی کا بین ثبوت ہے ۔ (التوسل بالنبی وجہلۃ الوہابیین ص ۲۰۱)

ایک مغالطہ کی تردید

اگر کہا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا اور حضور کو وسیلہ نہیں بنایا ۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر زندہ شخص کو وسیلہ بنانے کے قائل تو تھے مگر وہ وفات یافتہ شخص کو وسیلہ بنانے کے قائل نہ تھے ۔ تو ہم کہتے ہیں کہ توسل

بالعباس کی یہ چند وجوہات تھیں ۔

(۱) لکون ذلک ھو سنۃ الاستسقاء یعنی استقاء میں سنت یہ ہے کہ میدان میں نکل کر بزرگ ترین شخص دعائے باراں مانگے اور باقی مسلمان آمین کہیں ۔ اس لئے فاروق اعظم نے حضرت عباس کو وسیلہ بنایا اور سنت استقاء کو ادا فرمایا ۔

(۲) ولکون العباس من ذوی الحاجات للمطر یعنی حضرت عباس ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں بارش کی ضرورت تھی ۔ اس لئے ان کو وسیلہ بنایا گیا ۔

(۳) اولکون عمر رضی اللہ عنہ اراد ان یبین للناس ان یجوز التوسل بغیرہ ﷺ لفضلہ او لقرابتہ منہ ﷺ یعنی فاروق اعظم نے یہ مسئلہ بیان کرنا چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کے غیر کو بھی بوجہ اس کی فضیلت کے یا بوجہِ اس کی رسول ﷺ سے رشتہ داری کے وسیلہ بنانا جائز ہے ۔ اس لئے انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا ۔

(۴) اولخوفہ علیٰ ضعفاء المسلمین وعوامھم اذا تأخر المطر بعد التوسل یعنی فاروق اعظم کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اگر رسول اکرم ﷺ کو وسیلہ بنایا گیا اور بارش ملنے میں تاخیر واقع ہوئی تو کمزور ایمان والے مسلمان بےیقینی کا شکار ہوجائیں گے ۔ اس لئے انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا ۔

(۵) اولیدلھم علیٰ ان التوسل بالمفضول جائز مع وجود الفاضل والافعلی رضی اللہ عنہ افضل من العباس وکذا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم ۔ یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ فاضل شخص کی موجودگی میں مفضول شخص کو وسیلہ بنانا جائز ہے ۔ کیونکہ حضرت علی اور خود حضرت عمر حضرت عباس سے افضل ہیں ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔ (التوسل بالنبی وجہلۃ الوہابیین ص ۲۷۵)

(۶) اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ فاروق اعظم اہل بیت کا احترام ظاہر کرنا چاہتے تھے ۔ کیونکہ بطور خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حق تھا کہ وہ خود استقاء کی دعا مانگیں ۔ لیکن انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی تعظیم آپ کے خاندان کی عزت اور آپ کے چچا کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو آگے کیا تاکہ نبی اکرم ﷺ

Scanned by CamScanner

ے زیادہ سے زیادہ توسل کیا جا سکے۔ اور اہل بیت کی فضیلت اور شان لوگوں پر ظاہر ہو۔
(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جون ۱۹۸۷ء ص ۳۸)

(۷) اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ آخر زمانے کے لوگ صحابہ کرام پر اہل بیت کی دشمنی کا الزام لگائیں گے اس لئے انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دعائے استسقاء میں آگے کر کے قیامت تک کے مسلمانوں پر یہ ظاہر کر دیا کہ صحابہ کے دلوں میں اہل بیت کی محبت اور ادب و احترام ہے۔ دشمنی یا ان کی گستاخی و بے ادبی نہیں۔ بہر حال یہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بین کرامت ہے۔ واللہ اعلم

فاروقِ اعظم کے زمانے میں توسل بالنبی کیا گیا

پھر یہ بھی ثابت ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رسول اللہ ﷺ کو طلبِ باراں کے لئے وسیلہ بنایا گیا۔ اور آپ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ سو اگر ان کے نزدیک فوت شدہ شخص کو وسیلہ بنانا ناجائز یا شرک ہوتا تو وہ ضرور اس سے منع فرماتے۔ چنانچہ علامہ ابو حامد لکھتے ہیں۔ وکذا اخرجه ابن ابی شیبة بسند صحیح عن مالک الدار خازن عمر رضی الله عنه قال اصاب الناس قحط فی زمان عمر فجآء رجل قبر النبی ﷺ فقال یارسول الله استسق الله لامتک فانهم قد هلکوا فاتاه رسول الله ﷺ فی المنام فقال ائت عمر فاقرأه السلام و اخبره انهم مسقون و قل له علیک الکیس الکیس فاتی الرجل عمر فاخبره فبکی عمر ثم قال یارب ماآلو الاماعجزت عنه ومحل الاستشهاد فی هذا الاثر طلبه الاستسقاء من النبی ﷺ بعد موته واقرار عمر اياه علی ذلک۔ (التوسل بالنبی و جہلۃ الوہابین ص ۲۷۲۔ جواہر البحار ص ۱۳۱۳ جلد ۴ عن خلاصۃ الوفاء)

یعنی امام ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سخت قحط سالی ہوئی تو ایک صحابی بلال رضی اللہ عنہ بن حرث رسول اللہ

ﷺ کی قبر انور پر گئے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں۔ کیونکہ وہ ہلاک کی جا چکی ہے۔ خواب میں انہیں زیارت ہوئی۔ فرمایا۔ عمر کے پاس جا۔ اسے سلام پیش کر اور اسے بارش ملنے کی خوشخبری دے۔ اور اسے کہہ کہ ہوشیار رہیں۔ ہوشیار رہیں۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو انہوں نے یہ پیغام دیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا۔ میرے رب! میں مقدور بھر میں کوتاہی نہ کروں گا۔ اس صحیح روایت نے یہ ثابت کر دیا کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہمیشہ توسل بالنبی کے قائل رہے ورنہ وہ حضرت بلال بن حرث رضی اللہ عنہ کو ضرور جھڑکی دیتے کہ تم نے یہ شرکیہ حرکت کیوں کی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک

حنفی مذہب میں توسل بالنبی ﷺ

امام ابو الاخلاص شرنبلالی حنفی فرماتے ہیں۔ وینبغی ذلک ای الاجتماع للاستسقاء بالمسجد النبوی ایضالا هل مدینة النبی ﷺ وهذاامرجلّی اذلایستغاث وتستنزل الرحمة فی المدینة المنورة بغیر حضرته ومشاهد ته فی حادثة المسلمین وما ارسلنک الا رحمة للعالمین . وهو المشفع فی المذنبین فیتوسل الیه بصاحبیه ویتوسل بالجمیع الی اللّٰه فلامانع من الاجتماع عند حضرته وایقاف الدواب بباب المسجد لشفاعته. (مراقی الفلاح ص ۳۰۱)

امام طحطاوی اس کے حواشی میں فرماتے ہیں۔ (قوله فیتوسل الیه بصاحبیه) ذکر بعض العارفین ان ا لادب فی التوسل ان یتوسل بالصاحبین الی الرسول الاکرم ﷺ ثم به الیٰ حضرة الحق جل جلاله وتعاظمت اسماء ه فان مراعاة الواسطة علیها مدار قضاء الحاجات.

یعنی اہل مدینہ کو استسقاء کے لئے مسجد نبوی میں جمع ہونا چاہیے۔ کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ بارمیں بلا طلب رحمت نازل ہوتی ہے کہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا پھر آ ... سے رحمت مانگنے پر نزول رحمت امر یقینی ہے۔ سو شیخین کو آپ کی بارگاہ ...

Scanned by CamScanner

آپ کو اور شیخین تینوں کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا چاہیے۔ اور اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الحمد للہ یہاں تک جو کچھ پیش کیا گیا ہے اس سے مسئلہ توسل بالصالحین کا جواز روزِ روشن سے زیادہ روشن ہوا۔ اور یہ ہم اہل سنت کے لئے کافی وافی ہے۔ اور جن لوگوں کے دلوں میں گمراہی رچ بس چکی ہے اور اللہ نے ان کے قلوب پر مہر لگا دی ہے ان کے لئے دفتر بیکار ہیں۔

وهذا آخر ما اردنا ايراده فى هذه المقالة المباركة تقبلها الله تعالىٰ بمنه العظيم ورسوله الكريم ﷺ وانا الفقير ابو الكرم احمد حسين قاسم الحيدرى الرضوى غفر الله تعالىٰ لهٗ خادم التدريس بالجامعة الحيدرية فضل المدارس ببلدة سهنسه آزاد كشمير .

(۲ جمادى الاولىٰ ۱۴۰۸ھ)

Scanned by CamScanner